# حالات و مقامات

ادارہ

## جہادِ افغانستان کے چھ برس

جہادِ افغانستان ساتویں برس میں داخل ہو گیا ہے۔ لاکھوں سر بکف جیالے اپنے وطن کی یخ بستہ فضاؤں کو اپنے گرم لہو سے پگھلانے اور دشمن کو جارحیت کا مزہ چکھانے میں مصروف ہیں۔ ادھر شنید ہے کہ ریگن گورباچوف مذاکرات میں مسئلہ افغانستان پر گفتگو ہوئی اور جمود ٹوٹنے کے آثار دکھائی دیے۔ جنیوا کے مذاکرات سے بھی نئی امیدیں وابستہ کی جا رہی ہیں۔ لیکن افغانوں کے لیے صحیح راہ اپنی قسمت اپنے لہو سے تحریر کرنے کے سوا کوئی نہیں۔ ان کا پختہ یقین ہے کہ اپنی جنگ انہیں تنہا ہی لڑنا ہے۔ اگرچہ یہ جنگ تنہا ان کی نہیں، بلکہ پوری امتِ مسلمہ کی بقا اور حرمت کی جنگ ہے۔

دسمبر ۱۹۷۹ء میں روس کی ایک لاکھ سے زائد فوج افغانستان میں داخل ہوئی تھی، تو شاید روسی حکومت کے گمان میں بھی نہ تھا کہ بے سروسامان مجاہدین اس کی قوت اور اسلحہ کا چند روز بھی مقابلہ کر سکیں گے۔ لیکن مجاہدین کی چھ سالہ بے مثال مزاحمت نے "سپر طاقت" کا سارا بھرم کھول دیا۔ محتاط اندازوں کے مطابق تیس ہزار سے زیادہ روسی فوجی مارے گئے۔ اربوں روبل کا روسی اسلحہ، طیارے، ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں افغانستان کی بلندیوں اور ترائیوں میں برباد ہوئیں۔ کابل سے صرف ساٹھ کلو میٹر دور پنج شیر میں مجاہدین چھ برس سے روسیوں کے سینے پر مونگ دل رہے ہیں اور روسی فوج ان پر بیسیوں چھوٹے بڑے حملے کر کے ناکام و نامراد اپنے زخم چاٹ رہی ہے۔ کابل سے صرف ستر کلو میٹر دور وادیٔ لغمان میں مجاہدین کا ناقابلِ تسخیر مورچہ موجود ہے۔ کابل شہر کے جنوب میں کابل خورد میں ان کی پناہ گاہیں ہیں، بلکہ کابل شہر بھی ان کی تگ و تاز سے محفوظ نہیں ہے۔ افغانستان کا نوے فیصد

علاقہ ان کے کنٹرول میں ہے - پکتیا، لوگر، غزنی، کنڑ اور جلال آباد کے سو فیصد پہاڑی علاقے پر ان کا قبضہ ہے ۔۔۔ وہ جدید اسلحہ سے آج بھی محروم ہیں، فضاؤں میں گدھوں کی طرح منڈلانے والے روسی طیاروں کو گرانے کے لیے ان کے پاس موثر ہتھیار نہیں ہیں، لیکن گذشتہ چھ برس میں وہ دنیا کی سب سے بڑی گوریلا طاقت بن چکے ہیں۔ ان کے ہر سپاہی کے پاس کم از کم ایک رائفل موجود ہے اور روسی ان کے ارادوں کی فولاد پگھلانے میں کامیاب نہیں ہو سکے - اللّٰھم زد فزد -

## نائیجیریا کی خواتین کا مطالبہ

نائیجیریا کی مسلم خواتین کی نو تشکیل انجمن نے ملک میں شرعی عدالتیں قائم کرنے کا مطالبہ کیا ہے - فیڈریشن آف مسلم ویمن آف نائیجیریا (FOMWAN) کی ملک گیر کانفرنس منعقدہ منا میں جہاں پانچ سو سے زیادہ نمائندہ خواتین موجود تھیں، حکومت سے کہا گیا کہ مسلمانانِ نائیجیریا کو اپنے معاملات و مسائل اسلامی اصولوں کے مطابق طے کرنے کا موقع فراہم کیا جائے - تمام ریاستوں میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں، شرعی عدالتیں قائم کی جائیں - خواتین نے سکولوں، کالجوں اور دوسرے اداروں میں مروجہ طالبات اور خواتین کے غیر اسلامی لباس پر بھی تشویش کا اظہار کیا - کانفرنس نے آواز اٹھائی کہ کچھ ادارے اپنے ملازمین کو نماز جمعہ ادا کرنے سے روکتے ہیں - کانفرنس نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس خلاف ورزی کا سختی سے نوٹس لیا جائے - کانفرنس نے حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ سود کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے سود پر مبنی بین الاقوامی قرضے بھی نہ لیے جائیں - خواتین نے نائیجیریا کی تاجر برادری سے اپیل کی کہ وہ آگے آئے اور سود سے پاک بنک قائم کرے -

## بنگلہ دیش[1] میں ترقی کا ایک اہم قدم

دل خوش کن اطلاع ہے کہ ڈھاکہ میں مسلم ممالک کی مشترکہ کوششوں کا مظہر، عظیم الشان اسلامی

---

[1] ۱۶ دسمبر کی تاریخ ان دردناک سازشوں اور حوادث کی یاد تازہ کرتی ہے جن کے (باقی بر صفحہ آئندہ)

ووکیشنل ٹریننگ سنٹر تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ تینتیس ملین کی لاگت سے تعمیر ہونے والی اس عظیم الشان عمارت کا مقصد مسلم ممالک کے لیے تربیت یافتہ اور ہنرمند کارکن تیار کرنا ہے۔ ۱۳۱ ایکڑ اراضی پر خوب صورت مسجد، شاندار لائبریری، وسیع آڈیٹوریم اور ڈیپارٹمنٹس کی عمارات تعمیر کی گئی ہیں۔ کلاسیں اگلے سال ستمبر سے شروع ہوں گی۔ اساتذہ وطلبا کی اقامت گاہیں بھی بنائی گئی ہیں۔ سنٹر کے مختلف شعبوں میں سنجارتی، مکینیکل اور الیکٹریکل انجینیرنگ کی تعلیم دی جائے گی۔ اس کے علاوہ مختلف اسلامی ممالک کے تبلیغی مراکز، مساجد اور دینی اداروں میں خدمات انجام دینے والوں کے لیے اسلامی تاریخ، اسلامی تہذیب وثقافت اور اسلامیات کے کورس اور تربیتی پروگرام بھی شامل کیے گئے ہیں۔ تمام طلبہ کو عربی کی لازمی تعلیم دی جائے گی۔ پہلے مرحلے پر ۶۵۰ طلبہ، ۱۵۰ اساتذہ، ۲۰۰ تکنیکی کارکنوں اور ۱۰۰۰ عام ہنرمند افراد کو تیار کیا جائے گا۔

جماعت اسلامی بنگلہ دیش نے مطالبہ کیا ہے کہ انسداد فحاشی کے لیے شرعی حدود کو فی الفور نافذ کیا جائے۔

## امریکہ میں تباہ کن جنسی انقلاب

جدید مادہ پرست معاشروں نے زندگی کے مختلف دائروں میں فطرت کے خلاف جو جنگ چھیڑ رکھی ہے اُس میں ایسے دردناک مناظر بھی سامنے آتے ہیں کہ فطرت پلٹ کر انتقام لیتی ہے۔

بے پردہ معاشرے، آزاد محبت (شہوت رانی) کا تصور، نوخیز لڑکوں اور لڑکیوں کو جنسیات کی تعلیم دینا۔ تمام ماحول کا شہوت انگیز عناصر سے بھرا ہونا ––– اور اس کے بعد پھر یہ سمجھنا کہ کچھ پابندیاں بھی

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

نتیجے میں ہمارا مشرقی بازو، مشرقی پاکستان سے بنگلہ دیش میں تبدیل ہوگیا۔ اس سلسلے میں روس اور اسرائیل کی حمایت سے بھارت نے جو جارحانہ اقدام کیا اور مکتی باہنی اور مجیب باہنی نے بھارت کی فتح کے لیے راستے ہموار کیے، اس مسلم دشمن صورت حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے فوج اور الشمس اور البدر نے جو قربانیاں دیں، خدا ان کو قبول کرے اور پاکستان اور بنگلہ دیش کے مستقبل کو تابناک بنائے۔ عین دسمبر ہی میں ڈھاکہ میں اسلامی ووکیشنل سنٹر کے قیام کی اچھی خبر ملی۔ خدا مبارک کرے

چل سکتی ہیں، عقل کے بام بلند پر پہنچے ہوئے جدید انسان کی دانشورانہ حماقتوں میں سے ایک ہے۔

اس سلسلے میں امریکہ کو درپیش مسائل کی تفصیلات ملاحظہ ہوں:۔

کم عمر ماؤں کا مسئلہ امریکہ کے ارباب دانش کے خیال میں اخلاقی سے زیادہ معاشی اور سماجی ہے۔ چنانچہ قابلِ تشویش ان ماؤں کا کم عمر ہونا ہے نہ کہ بن بیاہا ہونا۔

ایک اندازے کے مطابق ہر سال دس لاکھ سے زیادہ کم سن لڑکیاں مائیں بن جاتی ہیں۔ ان میں تیس ہزار تو ایسی ہیں جن کی عمر پندرہ برس سے بھی کم ہے۔ ان دس لاکھ لڑکیوں میں سے اسّی فی صد بن بیاہی ہوتی ہیں۔

ماہرین کو خدشہ ہے کہ اگر یہی صورتِ حال برقرار رہی تو آئندہ چھ سالوں میں چودہ سالہ لڑکیوں کی ۴۰ فیصد تعداد کم از کم ایک مرتبہ ماں ضرور بن جائے گی۔

حال ہی میں ایک امریکی ریاست کے گورنر نے کم عمر ماؤں کے مسئلے پر مقننہ سے رجوع کیا ہے قانون ننانوے فیصد اکثریت سے بنایا گیا۔ قانون کے مطابق نوجوان لڑکیوں کو ضبطِ تولید کے طریقے اختیار کرنے میں مدد دی جائے گی۔

شکاگو کا ایک سکول جہاں لڑکیوں کی ایک تہائی تعداد (ایک ہزار) بارور ہو چکی تھی، وہاں کی انتظامیہ نے مانع حمل ادویات مہیا کرنے کا ایک مرکز قائم کیا ہے۔ (پہلے اسکولوں کے ساتھ کینٹین وغیرہ ہوتی تھی، اب حمل سے بچانے کا دوائی مرکز بھی ہوا کرے گا۔)

۴۵ فیصد کم عمر اور بن بیاہی لڑکیاں حمل ساقط کرا لیتی ہیں، لیکن جو ایسا نہیں کرتیں، ان میں یہ شکایت عام ہے کہ انہیں شادی شدہ مائیں ہونے کے افتخار سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ لیکن بتدریج لڑکیوں میں قوتِ مزاحمت بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ ۱۹۷۰ء سے پہلے ۳۵ ہزار ناجائز بچے دوسروں کو اپنانے کے لیے دے دیئے جاتے تھے۔ اب صرف ۵ ہزار ایسی مائیں اپنے بچے دوسروں کو دیتی ہیں۔

شماریات کا مشہور امریکی ادارہ گٹ میچر ز کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۷۰ء کے عشرے میں کم عمر لڑکیوں میں جنسی تعلق قائم کرنے کی شرح میں دو تہائی اضافہ ہوا ہے۔ ٹائم کا کہنا ہے کہ ایسا لگتا ہے جیسے جنسی انقلاب کالجوں سے سکولوں اور وہاں سے جونیئر ہائی اسکولوں اور گریڈ سکولوں

تک آ پہنچا ہے۔

جان ہوپکنز کے تحقیقاتی ادارے کے ماہرین نے جو سروے کیے ہیں، ان کے مطابق ۱۹۸۲ء میں پندرہ برس سے کم عمر کی ۲۰ فیصد، سولہ برس کی ۳۲ فیصد اور سترہ سال کی ۴۳ فیصد لڑکیوں نے اعتراف کیا کہ انہوں نے جنسی تجربات کر لیے ہیں۔

اسی ادارے کا کہنا ہے کہ اب لڑکیوں میں دوشیزگی اور کنوارپن قابل فخر بات نہیں ہے اب سہیلیوں میں جنسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی بات باعث افتخار سمجھی جاتی ہے۔

امریکی ماہرین کو تشویش ہے کہ امریکی لڑکیوں میں جنسی شعور اور ضبط تولید کے طریقوں کی تعلیم سخت ناقص ہے۔ اس کے مقابلے میں یورپ میں اس کا بہت اچھا انتظام کیا گیا ہے۔ حوالے کے طور پر وہ سویڈن کی مثال دیتے ہیں جہاں کم عمر لڑکیاں جنسی طور پر امریکی لڑکیوں سے زیادہ پرجوش اور آزاد منش ہیں لیکن مائیں بننے کی شرح وہاں بہت کم ہے، اس لئے کہ سویڈن کی حکومت نے اپنے ہاں لڑکیوں کو ضبط تولید کے طریقوں سے بہتر طور پر آشنا کیا ہے۔

"گٹ میچرز" کے ماہرین کا کہنا ہے کہ ہالینڈ کے ارباب اختیار کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں کسی لڑکی کو آزاد جنسی روابط کی اجازت صرف اس صورت میں ملتی ہے جب وہ برتھ کنٹرول کے طریقوں پر عمل کرلے۔

## بھارت کا شاہ بانو کیس

شاہ بانو مقدمہ میں بھارتی سپریم کورٹ نے مسلم پرسنل لاء کے خلاف جو فیصلہ دیا تھا اور جس کے تحت کسی بھی مطلقہ خاتون کو تا نکاح ثانی (یا نکاح نہ کرنے کی صورت میں تاحین حیات) سابق شوہر سے نان و نفقہ حاصل کرنے کا حق مل گیا تھا، وہ بعض متعصب ہندو جماعتوں مثلاً ستیہ شودھک منڈل وغیرہ کے لئے ایک ایسا ہتھیار بن گیا تھا جس کے ذریعے انہوں نے ملک میں اسلامی شریعت اور اسلامی اقدار کے خلاف مہم شروع کر دی تھی۔ انگریزی، ہندی اور دیگر علاقائی زبانوں کے بڑے بڑے اخبارات اس مہم کی ایک ماہرانہ انداز سے پشت پناہی کر رہے تھے۔ ان حلقوں نے شاہ بانو کے اعزاز میں جگہ جگہ جلسے منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور یہ مسلم خاتون ہندوؤں کی مسلم دشمن سکیم کے نقشے میں ایک اہم

شخصیت بن گئیں۔ اندازہ اس سے کیجئے کہ دہلی کے ایک آریہ سماجی اخبار نے ۱۶ نومبر کی اشاعت کے اداریے میں لکھا کہ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف جنوبی مسلمان انگاروں پر لوٹ رہے ہیں۔ اس طوفان کے تھپیڑے کھانے والے "بین بین" قسم کے مسلمانوں نے تو اپنی اس اجتہادی فکر کا سہارا لیا کہ یہ فیصلہ شریعت کے خلاف نہیں ہے بلکہ بعض نے تو مثبت اور پرجوش اجتماعی حمایت کی۔

دوسری طرف یہ صورت پیدا ہوئی کہ مسلم خواتین کی انجمنوں نے بمبئی، بنگلور، دہلی، سری نگر، حیدرآباد اور دوسرے شہروں میں متعدد جلسے کئے۔ ان جلسوں میں مطالبہ کیا گیا کہ مسلم پرسنل لا میں یکساں سول کوڈ کے نام پر مداخلت نہ کی جائے۔ بمبئی میں مسلم ستیش ہوڈ منڈل (M.S.M) کے زیر اہتمام شاہ بانو کے حق میں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کی تائید میں اجتماع ہوا۔ اجتماع گاہ کے باہر سینکڑوں خواتین نے جمع ہو کر نعرے لگائے "صرف اسلام عورت کا محافظ ہے" اور "ہمیں قرآن کا قانون چاہیئے" اس مظاہرے کی قیادت M.S.M کے بانی دلوائی کی اہلیہ مہرالنساء دلوائی کر رہی تھیں۔ پٹنہ میں طلبہ نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ پولیس کی فائرنگ سے بیس طلبہ شدید زخمی اور سینکڑوں گرفتار ہوئے۔

اس ماحول میں، شاہ بانو کے ایمانی جذبات جس قدر متحرک ہوئے اور اس نے سپریم کورٹ میں درخواست دی کہ میں عدالت کا فیصلہ نہیں بلکہ شریعت کا فیصلہ (مسلم پرسنل لا کے مطابق) چاہتی ہوں۔ اندور کی ایک پریس کانفرنس کے سامنے شاہ بانو نے ایک بیان پڑھ کر سنایا اور سوالوں کے جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ کسی دباؤ یا لالچ سے اقدام نہیں کر رہی ہیں۔

اب حالات کی تیسری کروٹ سامنے آئی ہے۔ عیار ہندو ذہن مسلمانوں کے خلاف اپنے معرکے میں آسانی سے شکست قبول نہیں کر سکتا۔ سو یہ دلچسپ کارروائی کی گئی کہ ٹیلیویژن پہ معاملے کو اس طرح لایا گیا کہ شاہ بانو سے الگ سوال جواب ہوئے اور ان کے سابق شوہر سے الگ۔ مکالمہ جاری رہا۔ ایک طرف کے سوالات دوسری طرف اور ادھر سے ادھر اٹھا کر کسی نہ کسی طرح شاہ بانو سے کہلوا دیا گیا کہ میں نے درخواست اور بیان مسلمانوں کے دباؤ کی وجہ سے دیا ہے۔

اتنا بہرحال ثابت ہو گیا کہ بھارت کے مسلمانوں کی عظیم اکثریت سول کوڈ کے خلاف ہے اور متعلقہ دستوری دفعہ کو بدلوانا چاہتی ہے۔ ایک تکلیف دہ واقعہ ان کے اندر حرکت، بیداری اور اتحاد پیدا کرنے کا موجب بن گیا ہے۔

# قادیانیت دہشت پسندی کی راہ پر

جنوبی افریقہ کی عدالت میں آخری پیشی کے سلسلے میں جو اصحاب یہاں سے تشریف لے گئے تھے ان میں سے ایک نہایت ہی ذمہ دار شخصیت نے بالمشافہ مجھے چند ہفتے قبل بتایا تھا کہ مقامی مسلمانوں نے اس بنا پر عدالت کی کارروائی کا بائیکاٹ کر دیا ہے کہ فیصلہ دینے والا جج یہودی ہے اور یہودیوں کی مسلم دشمنی بڑی تاریخی حقیقت ہے نیز ہم کسی غیر مسلم کو یہ اختیار نہیں دے سکتے کہ اسلامی شریعت کے تحت مسلمان کی تعریف معین کرے۔ پاکستانی وفد کے بعض سرکردہ شرکا نے بڑے محتاط طریق سے ایک اہم پرائیویٹ ملاقات کی سطح پر انتقال مقدمہ کا مسئلہ اٹھایا جس پر یہودی جج کا ردعمل یہ تھا کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کی نزاع میں مجھ سے بہتر جج کون ہو سکتا ہے۔ بہر حال مقامی مسلمانوں نے جس اندیشہ سے بائیکاٹ کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا۔ جنوبی افریقہ کی عدالت نے قادیانیوں کو مسلمانیت کا سرٹیفکیٹ دے کر مسلم امت کو مجبور کیا ہے کہ وہ مسجد سے قبرستان تک ان کو اپنے ساتھ جگہ دیں۔ اس فیصلے کو جنوبی افریقہ کے علاوہ اسرائیل سے نشر کیا گیا۔ ابھی معلوم نہیں کہ قادیانی گروہ جس کو بعض اہم خفیہ خدمات کی وجہ سے سپر پاورز کی سرپرستی اور یہودیوں کی پشت پناہی حاصل ہے اور کہاں کہاں کیا کیا فتنے اٹھائے گا۔ اس گروہ کی ذہنی ساخت یہی ہے کہ مسلمانوں کے سینوں پر مونگ دلی جائے۔

اِدھر تازہ توجہ طلب انکشافات نائیجیریا کے ممتاز سکالر اور عہدِ جدید کی تاریخ کے پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم تفا بلیوا کی طرف سے کئے گئے ہیں۔ ان کا ارشاد ہے کہ جب سے جنوبی افریقہ کی عدالت نے قادیانیوں کے حق میں فیصلہ دیا ہے انہوں نے پاکستان کے خلاف اپنی مہم تیز کر دی ہے۔ وہ ہر اس بین الاقوامی تنظیم اور حکومت سے تعاون کر رہے ہیں جو پاکستان کو تہ و بالا کرنے کے منصوبوں پر عمل پیرا ہے۔ پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ انہیں ان سازشوں کا علم نائیجیریا اور برطانیہ کے بعض نومسلموں سے ہوا ہے۔ پروفیسر صاحب کی معلومات یہ ہیں کہ قادیانی دہشت پسندی کو اپنا رہے ہیں انہوں نے نائیجیریا کے ایک ایسے باشندے کو قتل کر دیا ہے جس نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ علاوہ ازیں نائیجیریا میں مسلمانوں کی جو خون ریزی ہوئی تھی اس میں اسرائیلیوں اور قادیانیوں

کی تخریب پسندیاں کام کر رہی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں بے اطمینانی پھیلانے اور لاقانونیت پیدا کرنے کے لئے قادیانیوں نے جرائم پیشہ افراد کو خرید لیا ہے۔ ان کے خیال میں پاکستان میں ہتھوڑا گروپ کے تخریبی مظالم میں ان کا ہاتھ ہے۔ ان کی تنظیم حسن بن صباح کے نمونے پر کام کرتی ہے اور اسی تنظیم نے برطانیہ میں بریلویوں، دیوبندیوں اور اہل حدیثوں کو آپس میں لڑایا ہے۔

## نیل کے کنارے

قاہرہ کی عباسیہ مسجد ان دنوں نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ گزشتہ دنوں جب اس مسجد سے حافظ سلامہ کی پکار پر حکومت کے خلاف مظاہروں کا آغاز ہوا تو حسنی مبارک کی حکومت نے نمازیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ بہت سے لوگوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد مسجد کے دروازے نمازیوں پر بند کر دیئے گئے۔

اس قسم کے مختلف واقعات مصر میں اسلامی گروہوں کے تیزی سے پھیلتے ہوئے اثرات اور نفاذ اسلام کے مطالبات میں پیدا ہونے والی شدت کے غماز ہیں۔ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے کہ صوبہ کفرالشیخ کے فودا نامی قصبے میں پولیس نے ایک شخص پر اتنا تشدد کیا جس سے وہ جاں بحق ہو گیا۔ قصبے کے لوگوں نے مشتعل ہو کر پولیس سٹیشن کو جلا دیا اور مقامی پولیس افسر کا گھر تمام اثاثے سمیت جلا کر راکھ کر دیا۔

انیس برس پہلے جب ناصر نے اخوان المسلمین کے گل سرسبد سید قطبؒ اور ان کے باصفا ساتھیوں کو تعذیب و تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کر ڈالا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ظلم و جبر کا منہ زور طوفان اسلامی تحریک کے سفینے کو پاش پاش کر دے گا اور آئندہ کسی کو سر اٹھانے کی ہمت نہ ہو گی، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ شہیدوں کے لہو نے حریت کے چراغوں کی لو اور بڑھا دی ہے۔ اب اسلام کا نام لینے کے لئے اخوان تنہا نہیں ہیں، بلکہ متعدد دوسرے اسلامی گروپ ابھر آئے ہیں۔ نئی قوتیں اخوان کے مسلکِ انضباط و اعتدال سے آگے بڑھ کر ایسی شدت جذبات کا مظاہرہ کر رہی ہیں کہ وہ باطل قوتوں کو للکارنے میں اخوان کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ خود اخوان کی صفوں کے اندر

ریڈیکل نوجوانوں کا وسیع اور مضبوط جوشیلا گروپ موجود ہے جو اپنے بزرگوں کی حکیمانہ پالیسی سے زیادہ جوشیلی رفتار رکھتا ہے۔

مصری معاشرے میں خالص اسلامی اثرات اتنے تیزی سے نفوذ کر رہے ہیں کہ کل تک جہاں غیر ملکی ثقافت حکمران تھی، وہاں یہ عالم ہے کہ یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں کی لڑکیاں اسلامی لباس کو اپنا چکی ہیں اور اب گلیوں اور بازاروں میں اس لباس کو بطور فیشن اختیار کیا جا رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ جو کل تک غیر اسلامی افکار و نظریات کی اشاعت کے لیے وقف تھے، اعتدال کی راہ پر آ گئے ہیں، چنانچہ نماز کا وقت آتا ہے تو نشریات رک جاتی ہیں۔ اگر اس وقت ریڈیو اور ٹیلی وژن سے خبریں سنائی جا رہی ہوں، تو خبریں ادھوری چھوڑ دی جاتی ہیں، چاہے کوئی فقرہ نامکمل ہی کیوں نہ رہ جائے۔ ریڈیو اور ٹیلی وژن سے دینی مباحث پر آزادانہ گفتگو ہوتی ہے۔ بلکہ دینی و سیاسی موضوعات پر سوالات اور اعتراضات بھی اٹھائے جاتے ہیں۔ اسلامی شریعت کے مکمل نفاذ کی بحثیں ہوتی ہیں اور خوش آئند بات یہ ہے کہ بحث کرنے والوں کی بڑی تعداد ان کی ہوتی ہے جو اسلامی افکار اور اسلام پر کامل یقین رکھتے ہیں۔

مصر کا سب سے بڑا مسئلہ اقتصادی خرابیٔ احوال ہے جس کی وجہ سے حکومت بڑی آزمائش میں ہے۔ عوام کا نقطۂ نظر معاشی بگاڑ کے متعلق یہ ہے کہ یہ سارے حالات اسلام سے انحراف کی سزا ہیں۔ ان حالات سے نجات کی واحد راہ یہ ہے کہ اسلامی نظام کو خلوص سے رائج کیا جائے۔ اس دوگانہ دباؤ سے خدا کرے کہ اچھے نتائج برآمد ہوں۔

## ترکیہ میں حالات کا مدّ و جزر

ترکی سے ایک اچھی خبر ہے کہ پروفیسر نجم الدین اربکان اور ان کی ملی سلامت پارٹی کے خلاف آزمائشوں کا دور عارضی طور پر سہی ختم ہو چکا ہے۔ پروفیسر اربکان اور ان کے ساتھیوں کے خلاف مقدمات اور سزائیں سنانے کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ سپریم کورٹ نے ان مقدمات کو کم وزن قرار دے کر ہائی کورٹ کو بھجوا دیا۔ ہائی کورٹ نے ایک برس تک سماعت کی اور بالآخر فیصلہ دیا کہ شہادتیں کمزور ہیں لہٰذا ملزمان کو بے گناہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس فیصلے میں ایک استثنیٰ

بھی رکھا گیا۔ اربکان کے قریبی ساتھی اور سابق وزیر جناب سرکت کازان (SERKAT KAZAN) کو بری نہیں کیا گیا۔ وہ ابھی تک تخریب کاری کے الزامات کا سامنا کر رہے ہیں۔

دوسری جانب یہ افسوسناک خبر بھی ملی ہے کہ اسلام کے تعلق سے الزام میں تعلیم اور نوجوانوں کے اُمور کے وزیر وہبی دیگرلر (VEHBI DIGERLER) کو اس الزام کے تحت برطرف کر دیا گیا ہے کہ وہ اسلام پسند ہیں۔ خصوصی الزام یہ لگایا گیا ہے کہ اپنے دورِ وزارت میں وہبی صاحب نے نصاب کی ۱۹ ایسی کتابیں دوبارہ لکھوائیں جن میں اسلام کے بارے میں ناقص یا غلط مواد تھا۔ جناب وہبی پر یہ الزام بھی عاید کیا گیا ہے کہ انہوں نے ملی سلامت پارٹی کے ممبروں کو کلیدی عہدوں پر فائز کیا۔

ترکیہ سے دوسری رنجیدہ اطلاع یہ ہے کہ سر ڈھانپنے کی حامی پردہ پسند طالبات نے جو تحریک شروع کر رکھی تھی۔ اس کا تازہ ترین مرحلہ یہ ہے کہ عدالتِ عالیہ نے ان کے خلاف اور لادینیت پسند حکومت کے حق میں یہ فیصلہ دے دیا جس میں کہا گیا ہے کہ حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ طالبات کو درس گاہوں میں ننگے سر آنے پر مجبور کرے۔ یہ بھی ملت اسلامیہ سے وابستہ ایک قوم کی "اسلامی شان" ہے۔ مگر بحمداللہ کہ عقیدوں اور جذبات کا تموج جاری ہے۔

## خرطوم یونیورسٹی میں اسلامی طلبہ کی کامیابی

خرطوم یونیورسٹی میں اسلامی نقطۂ نظر کے علمبرداروں اور ان کے حامیوں نے یونین کے انتخابات میں تمام کی تمام سیٹوں پر کامیابی حاصل کر لی ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح اسلامی جمعیت طلبہ کا مقابلہ پانچ پانچ، سات سات جتھے مل کر کرتے ہیں، خرطوم میں بھی ۷ تنظیموں نے متحدہ مقابلہ کیا۔

۱۔ الانصار (پیروانِ صادق المہدی) ۲۔ کمیونسٹ۔ ۳۔ ڈیموکریٹک یونینسٹس، ۴۔ انڈی پنڈنٹ سٹوڈنٹس کانفرنس۔ ۵۔ بعثی طلبہ کا محاذ پیکار۔ ۶۔ دی افریقن نیشنل فرنٹ، ۷۔ پیروان ناصر۔ ان گروہوں کے متحدہ محاذ کا نام تھا "تجمّع"۔

خرطوم یونیورسٹی کی طلبہ یونین ملک میں سیاسی اہمیت رکھتی ہے اور اس کے واسطے سے قومی مزاج کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس پر تمام ملکی گروہوں کی کڑی نظر ہے اور ہر جانب سے قدم قدم

پر مقابلہ کیا جاتا ہے۔

اس انتخاب کی روشنی میں سوڈان میں اسلامی اور لادینی رجحانات کی کشمکش کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

ایک اور اہم خبر یہ ہے کہ عبوری دور کی فوجی کونسل نے اس سفارش کو (جو غالباً حکومت کی طرف سے کی گئی ہوگی) نامنظور کردیا ہے جس کا منشا یہ تھا کہ موجودہ قانون " الامر بالمعروف والنہی عن المنکر " کو بدل کر "اچھائی کو قائم کرنا اور خرابی کو مٹانا" کے الفاظ میں درج کیا جائے۔ دوسری صورت میں یہ فائدہ ہے کہ قرآنی اور دینی اصطلاحات سے قانون آزاد ہوکر ایک عامیانہ سا پیرایہ اختیار کرسکتا ہے اور اس صورت میں اس کی من مانی تعبیریں کی جاسکتی ہیں۔ یہی رجحان تمام مسلمان ممالک کے حکمرانوں اور سرکاری اداروں میں پایا جاتا ہے مگر آفرین ہے سوڈان کی فوجی کونسل کو جس نے قانون کو شرعی اصطلاحات سے آزاد کرکے عمومی پیرایہ دینے سے انکار کردیا۔

## روسی قیادت کی شراب کے خلاف جنگ

کہتے ہیں مشہور روسی زار ولادیمیر اول نے جب مسلم علماء سے مطالبہ کیا کہ اگر روسیوں کو شراب کی پابندی سے مستثنیٰ کردیا جائے تو وہ اسلام قبول کرلیں گے۔ علماء کے انکار پر زار نے آرتھوڈکس چرچ سے رجوع کیا۔ پوپ کے نمائندوں نے "فراخدلی" کا ثبوت دیتے ہوئے ام الخبائث کو روسیوں کے لیے مباح کردیا اور روسیوں نے اسلام کے بجائے عیسائیت اختیار کرلی۔ یہ واقعہ دسویں صدی عیسوی کا ہے۔

بیسویں صدی تک پہنچتے پہنچتے شراب خانہ خراب نے روسی قوم سے کیا کیا کچھ چھین لیا ہے۔ اخلاق انسانیت، انصاف اور مذہبی غیرت، سب کچھ۔ اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ روسی صنعتوں کا پیداوار اور معیار دن بدن گر رہا ہے۔ اخلاقی جرائم کی شرح روز افزوں ہے، آگ لگنے کے چالیس فیصد واقعات شرابی روسیوں کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ پچاس فیصد طلاقیں زیادہ شراب پینے کے نتیجے میں دی جاتی ہیں۔ اور ٹریفک کے اکثر حادثات شرابی ڈرائیوروں کے باعث ہوتے ہیں۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ روس کے قائد گورباچوف نے اس صورتِ حال کو تباہ کن قرار دیا اور قوم کو شراب کے مہلک اثرات سے بچانے کے لیے متعدد اقدامات کا فیصلہ کیا ہے۔ ان اقدامات میں شراب پینے کی کم از کم عمر کی حد ۱۸ سے بڑھا کر ۲۱ برس کردی گئی ہے۔ شراب پینے اور پلانے

کے لیے تین گھنٹے مقرر کر دیے گئے۔ پارکوں اور پبلک مقامات پر شراب پینا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ روس کی مشہور شراب "ووڈکا" کی پیداوار محدود کر دی گئی ہے۔

اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ روس کی مجموعی قومی آمدنی کا دس فیصد (جو ۵۴ ارب ڈالر کے برابر ہے) شراب کی فروخت سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اس آمدنی کے نتیجے میں مختلف صنعتوں میں ناقص کارکردگی کے جو نقصانات ہو رہے ہیں، وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ گورباچوف نے اگست میں اعلان کیا کہ آئندہ ان کی ترجیحات میں شراب نوشی کی وبا کے خلاف جدوجہد بھی شامل ہوگی۔

## برطانیہ سے دو خبریں

برطانیہ میں مسلمانوں کو یہ حق مل گیا ہے کہ وہ اگر اپنے بچوں کے لیے الگ سکول کھولیں تو انہیں گورنمنٹ سے ایسے اداروں کے سالانہ مصارف کا اچھا خاصا حصہ گرانٹ کے طور پر ملے گا۔

ہیتھرو ایرپورٹ (لندن) پر پہلی بار مسجد تعمیر ہو رہی ہے "تاکہ مسلمان مسافر اور ان کو روانہ کرنے والے یا استقبال کرنے والے مسلم اعزہ و احباب وہاں نماز ادا کر سکیں۔

---

## احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں۔ ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔

(ادارہ)